اسلام دنیا پر غالب آ کر رہے گا

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اسلام دنیا پر غالب آ کر رہے گا

(فرمودہ ۲۶ / دسمبر ۱۹۴۶ء برموقع جلسہ سالانہ۔ قادیان)

تشہّد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے ہم پھر اس جگہ پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بلند کرنے کے لئے اور اس کے رسولوں کی عظمت واقتدار قائم کرنے کے لئے، شیطان اور اس کی ذریت کے شر سے خدا ہی کی پناہ مانگتے ہوئے اور اپنی حقیر کوششوں سے کامیاب ہونے کے لئے اسی کے بلند نام کی مدد طلب کرتے ہوئے جمع ہوئے ہیں۔ یہ دنیا اِس قدر تیزی کے ساتھ ایک تباہی کے گڑھے کی طرف جارہی ہے کہ جہاں تک دنیاداروں کی عقل کا سوال ہے اِس تباہی کے گڑھے سے اسے بچانا بالکل ناممکن نظر آتا ہے انسان ترقی کی دوڑ میں اور اپنی ترقی کے شوق میں ایسی ایسی ایجادات کی طرف قدم بڑھاتا ہے کہ خود وہی اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوگیا ہے کہ جس چیز کو میں اپنی ترقی سمجھتا تھا اور جسے میں اپنی کامیابی خیال کرتا تھا وہ درحقیقت میری تباہی کا رستہ تھا اور میری ہلاکت کی تدبیریں تھیں۔ قرآن کریم نے کیا ہی وضاحت سے اس امر کو بیان فرمایا ہوا ہے۔ فرماتا ہے انسان بہت دفعہ اپنی کامیابی کی امیدیں لگائے ہوئے نبیوں اور صداقتوں کی مخالفت کرتے ہوئے ایک جگہ پہنچتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا مگر جس وقت وہ اپنے آخری نکتہ پر پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ خدا اور اُس کے فرشتے اسے پکڑنے اور اسے ہلاک کرنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔[۱] یہی حالت اب دنیا کی ہورہی ہے۔ وہ چیزیں جنہیں دنیا نے اپنی ترقی کا ذریعہ سمجھا تھا یا وہ چیزیں جنہیں اس نے دشمن کی تباہی کا ذریعہ سمجھا تھا آج خود اس کے لئے ہلاکت اور تباہی کا پیغام لارہی ہیں اور جہاں تک

سائنسدانوں کا تعلق ہے وہ اقرار کرتے ہیں کہ ان تباہیوں سے بچنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ جب بھی کسی شخص نے ان ذرائع سے کام لیا دنیا کی وہ تہذیب جس کا نام وہ تہذیب رکھتے ہیں اس کی ہلاکت اور تباہی میں کوئی شبہ نہیں رہے گا۔ مگر وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ [۲] جب انہوں نے اپنے ذہن میں ایک تدبیر کی اور سمجھا کہ ان ذرائع کے ذریعہ ہم کامیابی کا منہ دیکھ لیں گے تو خدا نے بھی ایک تدبیر کی اور انہیں دکھا دیا کہ وہ کامیابی کی طرف نہیں بلکہ ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں اس کے ساتھ ہی خدا نے ایک اور تدبیر کی اور اس کے ذریعہ دنیا کو بچانے کا سامان پیدا کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ تین سَو سال کے عرصہ میں ہماری جماعت ترقی کرتے کرتے ایک ایسے مقام پر پہنچ جائے گی کہ دنیا کے تمام مذاہب پر غالب آ جائے گی اور وہ اقوام جو احمدیت میں شامل نہیں ہوں گی وہ ایسی ہی بے حیثیت رہ جائیں گی جیسے اچھوت اقوام اِس وقت بے دست و پا اور حقیر ہیں۔[۳] اگر ایٹم بم اور اسی قسم کی ایجادوں نے دنیا کو پندرہ بیس سال میں تباہ کر دینا ہے تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوسکتی اور اگر اس پیشگوئی نے پورا ہونا ہے تو سائنسدانوں کے تمام خیالات غلط ثابت ہوں گے اور خدا کوئی نہ کوئی ایسی صورت پیدا کر دے گا جس کے نتیجہ میں جس طرح ان کی امیدیں غلط ہوتی ہیں اسی طرح ان کے خطرے بھی غلط ثابت ہوں گے۔ دنیا نے ابھی قائم رہنا ہے اور دنیا میں پھر اسلام نے سر اُٹھانا ہے۔ عیسائیت نے سر اُٹھایا اور ایک لمبے عرصہ تک اس نے حکومت کی مگر اب عیسائیت کی حکومت اور اس کے غلبہ کا خاتمہ ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ عیسائیت کے خاتمہ کے ساتھ ہی دنیا کا خاتمہ ہو جائے تا وہ کہہ سکیں کہ دنیا پر جو آخری جھنڈا لہرایا وہ عیسائیت کا تھا مگر ہمارا خدا اِس امر کو برداشت نہیں کرسکتا۔ ہمارا خدا یہ پسند نہیں کرتا کہ دنیا پر آخری جھنڈا عیسائیت کا لہرایا جائے دنیا میں آخری جھنڈا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گاڑا جائے گا اور یقیناً یہ دنیا تباہ نہیں ہوگی جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ساری دنیا پر اپنی پوری شان کے ساتھ نہیں لہرائے گا۔ انہوں نے اپنی کوششوں اور تدبیروں کے ساتھ موت کے ذریعہ کو معلوم کر لیا ہے مگر اسلام کو قائم کرنے والا وہ خدا ہے جس کے ہاتھ میں موت بھی ہے اور حیات بھی ہے۔ یہ موت

کے ذریعہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دنیا پر حاکم ہو گئے ہیں حالانکہ اصل حاکم وہ ہے جس کے قبضہ میں موت اور حیات دونوں ہیں۔ اگر یہ ساری دنیا کو مار بھی دینگے تب بھی وہ خدا جس کے قبضہ میں حیات ہے اسی طرح اپنی مخلوق کو دوبارہ زندہ کر دے گا جس طرح آدمؑ کے ذریعہ اُس نے نسلِ انسانی کو قائم کیا۔

بہر حال دنیا پر قیامت کا دن نہیں آ سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ساری دنیا پر نہیں لہرایا جاتا۔ مگر یہ تو خدا کی باتیں ہیں اور خدا اپنی باتوں کا آپ ذمہ دار ہے ہم پر جو فرض عائد ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ ہم اپنی زندگیوں اور اپنی جانوں کو خدا کے لئے قربان کر دیں اور اپنے نفوس کو ہمیشہ اس کی اطاعت کے لئے تیار رکھیں تاکہ اس کا فضل اور اس کی رحمت اور اس کی برکت ہم پر نازل ہو اور ہم اس کے حقیر ہتھیار بن کر دنیا میں عظیم الشان نتیجہ پیدا کرنے کا موجب بن جائیں۔ پس ہمارا ذہن اور ہماری ذمہ داری ہمیں اِس طرف بلاتی ہے کہ باوجود اس کے وعدوں کے ہم اپنی کمزوریوں اور اپنی بے بسیوں کو دیکھتے ہوئے۔ خدا تعالیٰ کے حضور جھک جائیں اور اُسی سے التجا کریں کہ اے ہمارے ربّ! اے ہمارے ربّ! تو نے ہمیں ایک کام کے لئے کھڑا کیا ہے جس کے کرنے کی کروڑواں اور اربواں حصہ بھی ہم میں طاقت نہیں، اے ہمارے ربّ! تو نے اپنے رسول کے ذریعہ ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اگر تم اپنے غلام سے کوئی ایسا کام لو جو اُس کی طاقت سے باہر ہو تو تم خود اس کے ساتھ مل کر کام کرو ورنہ اُس سے ایسا کام نہ لو جو اس کی طاقت سے باہر ہو، اے ہمارے ربّ! تو نے جب اپنے بندوں کو جن کی طاقتیں محدود ہیں یہ حکم دیا ہے کہ کسی کے سپرد کوئی ایسا کام نہ کرو جو اُس کی طاقت سے بالا ہو تو اے ہمارے ربّ! تیری شان اور تیرے فضل اور تیری رحمت سے ہم کب یہ امید کر سکتے ہیں کہ تو ایک ایسا کام ہمارے سپرد کر دے گا جو ہماری طاقت سے بالا ہو گا لیکن خود ہماری مدد کے لئے آسمان سے نہیں اُترے گا یقیناً اُترے گا اور ہماری مدد کرے گا اور ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو ہماری کمزور حالت کو دیکھتے ہوئے اپنے فضلوں کو بڑھاتا جا، اپنی رحمتوں کو بڑھاتا جا، اپنی برکتوں کو بڑھاتا جا یہاں تک کہ ہماری ساری کمزوریوں کو تیرے فضل ڈھانپ لیں اور ہمارے سارے کام تیرے فضل سے اپنی تکمیل کو پہنچ جائیں تاکہ تیرے احسانوں میں سے ایک یہ بھی

احسان ہو کہ جو کام تو نے ہمارے سپرد کیا تھا اُسے تو نے خود ہی سر انجام دے دیا۔ کام تیرا ہو اور نام ہمارا ہو آمین۔ یہ تیری شان سے بعید نہیں۔

پس آؤ ہم اپنے ربّ سے یہ دعا کر کے اس جلسہ کو شروع کریں کہ خدا اپنی رحمتوں اور اپنے فضلوں اور اپنی برکتوں کے دروازے ہم پر کھول دے، یہ جلسہ عظیم الشان برکتوں کے ساتھ شروع ہو، عظیم الشان برکتوں کے ساتھ ختم ہو اور عظیم الشان برکتوں کے ساتھ نئے سال کا ہمارے لئے آغاز ہو تا کہ وہ دن جو اسلام کی فتح کا دن ہے قریب سے قریب تر آ جائے اور ہماری آنکھیں اس نظارہ کو دیکھ لیں کہ دنیا لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے ہوئے خدا کے دروازہ پر حاضر ہو رہی ہے۔

(اس کے بعد حضور نے حاضرین سمیت لمبی دعا فرمائی) دعا کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو اِس وقت جماعت کی حاضری ہے وہ بتاتی ہے کہ یا تو جماعت کے دوستوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھ لیا ہے اور وہ شروع وقت میں ہی جلسہ گاہ میں آتے جاتے ہیں اور یا اس سال پہلے سالوں سے زیادہ لوگ آئے ہیں۔ کیونکہ اِس وقت پہلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ لوگ نظر آ رہے ہیں اور اتنے آدمی اس سے پہلے کبھی دعا کے وقت جلسہ گاہ میں مَیں نے نہیں دیکھے حالانکہ اِس سال جلسہ گاہ میں قریباً ہزار ڈیڑھ ہزار کی زیادتی کا بھی سامان تھا۔ اچھا اب میں جاتا ہوں۔ اب جلسہ کی کارروائی شروع ہو گی۔ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

(الفضل ۲۷؍دسمبر ۱۹۴۶ء)

ا

۲ آل عمران: ۵۵

۳ تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۶۔ ۶۷